Darul Tehqeeq wa Difa-e-Sahaba
دار التحقیق و دفاع صحابہ
www.sunnilibrary.com

مروجہ ماتم کی نوعیت، اس کے اثبات پر شیعی دلائل اور ان کے دندان شکن جوابات

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت عائشہ کا ماتم کرنا

تالیف
مناظر اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد علی صاحب مدظلہ العالی

سنی لائبریری
ادارہ دار التحقیق

https://ataunnabi.blogspot.com/

سُنی لائبریری ڈاٹ کام
www.sunnilibrary.com

دلیل چہارم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت عائشہ کا ماتم کرنا

براہین ماتم:

عن عبد اللہ بن الزبیر قال سمعت
عائشۃ تقول مات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بین سحری و نحری و فی دولتی
لم اظلم فیہ احدا فمن سفہی وحداثۃ
سنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قبض وھو فی حجری ثم وضعت راسہ
علی وسادۃ و قمت التدم مع النساء واضرب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجھی۔

(۱۔رواہ احمد فی مسندہ)
(۲۔سیرۃ ابن ہشام ص ۳۰۵ جلد چہارم)
(۳۔تاریخ طبری ص ۱۹۷ جلد دوم جزء سوم)
(۴۔سیرت حلبیہ جلد دوم ص ۴۷۶ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر اور میری باری میں انتقال فرمایا میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میری گود میں انتقال فرمانا میری کم عمری اور بے احتیاطی کی وجہ سے تھا۔ اس کے بعد میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور کو ایک تکیہ پر رکھا۔ اور کھڑی ہو کر دوسری عورتوں کے ساتھ پیٹنے لگی۔ اور میں اپنے منہ پر (اپنے ہاتھ) مار رہی تھی۔

(براہین ماتم ص ۶۰)

جواب اوّل:

مولوی اسماعیل گوجروی نے جواز ماتم پر جو یہ دلیل پیش کی۔ شیعہ حضرات کے لیے ایک معرکۃ الآراء دلیل ہے۔ اور اہل سنت پر ماتم کے جواز کو ثابت کرنے کے لیے اس کو بڑے فخر وغرور سے پیش کرتے ہیں۔ اسی لیے اس کی اہمیت کے پیش نظر میں چاہتا ہوں۔ کہ پہلے اس کے راویوں پر "فن اسماء الرجال" کے تحت کچھ گفتگو ہو جائے۔ تاکہ روایت کا درجہ معلوم ہو سکے۔ اور یہ معلوم ہو سکے۔ کہ کیا یہ حدیث قابل استدلال اور قابل قبول ہے۔ یا نہیں؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاریخ طبری میں اس کے مصنف نے یہ روایت جس راوی سے کی ہے۔ اس کا نام "محمد ابن حمید" ہے۔ اس راوی کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی نے "تہذیب التہذیب" نامی کتاب میں یوں لکھا ہے۔ یہ کتاب "اسماء الرجال" میں بہت اہم اور سب سے بڑی کتاب ہے۔

ابن حمید:

وَقَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ شَيْبَةَ "مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ" كَثِيْرُ الْمَنَاكِيْرِ۔ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْ حَدِيْثِهٖ نَظَرٌ وَقَالَ النِّسَائِيُّ لَيْسَ بِثِقَةٍ وَقَالَ الْجَوْزَجَانِيُّ رَدِيُّ الْمَذْهَبِ غَيْرُ ثِقَةٍ وَقَالَ فَضْلَكُ الرَّازِيُّ عِنْدِيْ عَنْ "ابن حميد" خَمْسُوْنَ اَلْفًا لَا اُحَدِّثُ عَنْهُ بِحَرْفٍ...... وَقَالَ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ الْاَسَدِيُّ...... ثُمَّ قَالَ كُلُّ شَيْءٍ كَانَ يُحَدِّثُنَا ابْنُ حُمَيْدٍ كُنَّا نَتَّهِمُهٗ فِيْهِ وَقَالَ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ كَانَتْ اَحَادِيْثُهٗ تَزِيْدُ وَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَجْرَاَ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ كَانَ يَاْخُذُ اَحَادِيْثَ النَّاسِ فَيُقَلِّبُ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ...... وَقَالَ اَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ سَعِيْدٍ...... قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ خَرَاشٍ يَقُوْلُ ثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ وَكَانَ وَاللّٰهِ يَكْذِبُ۔

(تہذیب التہذیب جلد نہم ص ۱۲۹-۱۳۰
مطبوعہ بیروت۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ :

یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں۔ کہ "محمد بن حمید" منکر حدیثیں زیادہ روایت کرتا ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں۔ اس کی روایت کردہ حدیث میں نظر ہے۔ (یعنی بے سوچے سمجھے قبول نہ ہو گی) امام نسائی فرماتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے۔ اور جوزجانی کہتے ہیں۔ یہ ردی المذہب اور غیر ثقہ ہے۔ اور فضلک رازی نے کہا۔ میرے پاس ابن حمید کی روایت کردہ پچاس ہزار احادیث ہیں۔ لیکن میں ان میں سے ایک حرف بھی روایت نہیں کرتا۔ صالح بن محمد اسدی کہتے ہیں۔ کہ ابن حمید جو حدیث ہمیں سناتا۔ ہم اس کو متہم کرتے۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ یہ کثیر الاحادیث ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں اس سے بڑا بے باک میں نے کوئی دوسرا نہ دیکھا۔ لوگوں سے حدیث لیتا۔ اور ایک دوسری میں خلط ملط کر دیتا۔ اور ابو العباس بن سعید نے کہا۔ ابن خراش سے میں نے سنا۔ کہ ابن حمید ہمیں حدیثیں سناتا۔ اور اللہ کی قسم وہ جھوٹ بولتا۔

نظر انصاف :

جس سند میں ایک راوی ایسا ہو۔ جو "فن اسماء الرجال" میں کذاب، غیر ثقہ، ردی المذہب اور خاص اللہ تعالیٰ پر غلط باتوں کی نسبت کرنے کی جرأت میں لاثانی ہو۔ اس روایت کا کیا مقام ہو گا؟ ایسی حدیث سے مولوی اسماعیل گوجروی کا استدلال کرنا کہ ماتم جائز ہے، لوگوں کو کھلا دھوکہ دینا ہے۔ یا پھر اپنی بے علمی بے بسی کا رونا ہے۔ ورنہ ایسی حدیث جس کے راوی پر اس قدر جرح ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ قابل استدلال نہیں رہتی۔ اس بات سے "فن اسماء الرجال" کا ادنیٰ طالب علم بھی آگاہ ہے۔

سلمہ بن فضل:

یہ راوی محمد حمید راوی کے استاد ہیں۔ ان سے ابن حمید نے روایت کی ہے۔ ان کا پورا نام "سلمہ بن فضل الابرش الانصاری" ہے۔

تہذیب التہذیب:

فَقَالَ الْبُخَارِیْ عِنْدَهٗ مَنَاكِيْرُ وَ هَنَهٗ عَلِیٌّ قَالَ عَلِیٌّ مَا خَرَجْنَا مِنَ الرَّیِّ حَتّٰی رَمَيْنَا بِحَدِيْثِهٖ قَالَ الْبَرْزَعِیْ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ كَانَ اَهْلُ الرَّیِّ لَا يَرْغَبُوْنَ فِيْهِ لِمَعَانٍ فِيْهِ مِنْ سُوْءِ رَأْيِهٖ وَ ظُلْمٍ فِيْهِ .... وَ اَمَّا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰی فَسَمِعْتُهٗ غَيْرَ مَرَّةٍ وَ اَشَارَ اَبُوْ زُرْعَةَ اِلٰی لِسَانِهٖ يُرِيْدُ الْكَذِبَ وَ قَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ وَ قَالَ النَّسَائِیْ ضَعِيْفٌ۔ وَ قَالَ الدُّوْرِیْ كَانَ يَتَشَيَّعُ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۴ ص ۱۵۳ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

امام بخاری نے فرمایا۔ سلمہ بن فضل کے پاس زیادہ احادیث منکر تھیں۔ جن کو علی نے کمزور کہا۔ علی نے کہا۔ ہم نے رے نامی شہر سے باہر نکلتے وقت اس کی حدیثیں وہیں چھوڑ دی تھیں۔ برزعی کہتا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ کہ ابوذرعہ نے کہا۔ کہ اہل رے سلمہ بن فضل کی طرف رغبت نہ کرتے تھے۔ کیونکہ یہ شخص بُری رائے اور ظلم سے موصوف تھا۔ ابراہیم بن موسیٰ نے کہا۔ کہ میں نے اس (سلمہ بن فضل) کے بارے میں ابوذرعہ کو بارہا اپنی زبان پکڑتے دیکھا۔ جس سے وہ اس کا جھوٹا ہونا اشارۃً بیان کرتے تھے۔ امام نسائی نے اِسے ضعیف کہا۔ اور یہ بھی کہا کہ اس میں شیعیت تھی۔

قارئین کرام! "فن اسماء الرجال" کے طور پر ہم نے سلمہ بن فضل کے بارے ناقدین کی تنقید بمع وجوہات ذکر کی۔ بخاری کے نزدیک یہ "منکر احادیث کا جامع" ہے۔ اور ابوذرعہ اس کے بارے میں یہاں تک کہتے ہیں کہ خود اس کے ہم شہر لوگ اس کی بات کو کوئی اہمیت نہ دیتے۔ کیونکہ ظلم اور بُری رائے اس میں مشہور تھی۔ بلکہ ابوذرعہ نے تو کذاب بھی کہا۔ امام نسائی نے کذاب مائل بہ شیعیت کہا۔ اور کوئی جرح کی وجہ نہ بھی ہوتی۔ صرف شیعیت ہی اس مقام پر کافی تھی۔ کیونکہ مولوی اسماعیل گوجروی نے اس حدیث کو سنیوں کی حدیث کے طور پر بیان کیا۔ اور بطور حجت ہماری حدیث پیش کر کے مروجہ ماتم کو ہماری عبارات سے ثابت کرنے کی ذمہ داری اٹھائی تھی۔ آپ غور فرمائیں۔ جس حدیث کا راوی ایک شیعہ ہو۔ وہ سنیوں کی روایت کیسے ہوئی؟ گویا مولوی اسماعیل نے عوام کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ کہ دیکھو۔ اہل سنت کی کتابوں میں ثابت ہے۔ کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر مروجہ ماتم کیا تھا۔

محمد بن اسحاق:

یہ راوی سلمہ بن فضل کے استاد ہیں۔ ان کا پورا نام محمد بن اسحاق بن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یسار بن خیار رہے۔ ان کا حال بھی ملاحظہ کریں تاکہ راویانِ حدیث میں ان کے مقام کو سمجھا جا سکے۔

تہذیب التہذیب:

وَقَالَ مَالِكٌ دَجَّالٌ مِنَ الدَّجَاجِلَةِ .... وَكَانَ يَرٰى بِغَيْرِ نَوْعٍ مِنَ الْبِدَعِ وَقَالَ مُوْسٰى بْنُ هَارُوْنَ سَمِعْتُ مُحَمَّدُ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ يَقُوْلُ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ يُرْمٰى بِالْقَدْرِ وَقَالَ الْمَيْمُوْنِيُّ عَنْ اِبْنِ مُعِيْنٍ ضَعِيْفٌ وَقَالَ النِّسَائِيُّ لَيْسَ بِقَوِيٍّ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۱-۴۴)

ترجمہ:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ محمد بن اسحاق دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ جوزجانی نے کہا ہے۔ اس پر مختلف بدعات ایجاد کرنے کا الزام لگایا گیا۔ موسیٰ بن ہارون نے کہا۔ میں نے محمد بن عبداللہ نمیر سے سنا کہ محمد بن اسحاق قدریہ تھا۔ میمونی نے ابن معین سے نقل کیا۔ یہ ضعیف تھا۔ اور امام نسائی نے اسے "لیس بقوی" کہا۔

خلاصہ یہ ہوا۔ کہ حدیث میں جب ایسے راوی ہوں۔ جن کو ائمہ حدیث "قابلِ حجت" شمار نہ فرمائیں۔ تو وہ حدیث اہل سنت کے ہاں کیسے قابلِ قبول ہو سکتی ہے؟ اس قسم کے غیر معتبر راویوں کی حدیث بیان کر کے جو شیعوں نے مروجہ ماتم جائز ثابت کرنے کی کوشش کی۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان کے پاس لے دے کے کچھ ایسی ہی ناقابلِ حجت احادیث ہیں۔ جب خود حدیث

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر مقبول ہوئی۔ تو اس سے استدلال اور حجت کو کون قوی اور قابلِ عمل کہے گا۔
(فاعتبروا یا اولی الابصار)

جوابِ دوم:

ائمہ محدثین کے ہاں ایک قانون یہ بھی ہے۔ کہ جب حدیث کا کوئی راوی خود اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے۔ یا اس میں تنقید یا عذر پیش کرے۔ تو وہ حدیث بھی قابلِ عمل نہیں رہتی۔ مولوی گوجروی نے اس حدیث سے استدلال کیا۔ لیکن ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عذر اور تنقید نظر نہ آئی۔ وہ یہ کہ مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میرا ایسا کرنا (چہرہ پر ہاتھ مارنا اور پیٹنا) بوجہ بے عقلی اور کم سنی کے تھا۔ یعنی اگر میری عمر حدِ بلوغ تک پہنچ چکی ہوتی۔ اور اس کے ساتھ میری عقل بھی کامل ہو چکی ہوتی۔ تو پھر یہ کام مجھ سے متوقع نہ تھا۔

آپ حضرات خود سوچیں۔ کہ اہلِ تشیع جن کے فعل کو اپنے مسلک کے ثبوت پر بطور دلیل وحجت پیش کر رہے ہیں۔ یہ وہی شخصیت ہیں۔ کہ "فروع کافی" کی روایت کے مطابق ہر نماز فرضی کے بعد ان پر شیعوں لوگوں کو لعنت کرنی چاہیئے۔ ادھر اس قدر نفرت اور اُدھر ان کے فعل کو اپنے مسلک کی دلیل بنانا کس قدر منافقت ہے۔ پھر جب قاعدہ مذکورہ کے تحت راوی حدیث خود اپنی روایت کردہ بات کو ناپسند کرے۔ اور اس میں عذر پیش کرے۔ ایسے میں دوسرے کے لیے اس سے ثبوت مہیا کرنا کس طرح روا ہے؟ (فتفکر)

دلیل پنجم

براھین ماتم:

وَ اَقَامَتْ عَائِشَةُ عَلَيْهِ النَّوْحَ فَنَهَاهُنَّ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَنِ الْبُكَاءِ فَاَبَيْنَ يَنْتَهِيْنَ فَقَالَ لِهِشَامِ ابْنِ الْوَلِيْدِ اُدْخُلْ فَاَخْرِجْ اِلَيَّ ابْنَةَ اَبِيْ قُحَافَةَ اُخْتَ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِهِشَامٍ حِيْنَ سَمِعَتْ ذَالِكَ مِنْ عُمَرَ اِنِّيْ اُحَرِّجُ عَلَيْكَ بَيْتِيْ فَقَالَ لِهِشَامٍ اُدْخُلْ فَقَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ هِشَامٌ فَاَخْرَجَ اُمَّ فَرْوَةَ ابْنَةَ اَبِيْ قُحَافَةَ فَعَلَاهَا بِالدُّرَّةِ ضَرَبَاتٍ فَتَفَرَّقَ النَّوَاحُ حِيْنَ سَمِعَ ذَالِكَ۔

(۱۔ تاریخ کامل ص ۲۸۸ جلد دوم مطبوعہ مصر۔)
(۲۔ عقد الفرید جلد سوم ص ۵۶)

ترجمہ:

کہ بی بی عائشہ ام المومنین نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر نوحہ برپا کیا۔ اور نوحہ خواں بلائیں۔ حضرت عمر نے ان کو اس نوحہ خوانی سے منع کیا۔ انہوں نے رکنے سے انکار کر دیا۔ اس پر آپ نے سپاہی ہشام بن ولید کو حکم دیا۔ کہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے گھر میں گھسیں۔ اور ام فروہ دختر ابو قحافہ ہمشیرہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول ام المومنین نصف دین کی عالمہ ماہرہ نے ہشام سپاہی عمر کو فرمایا۔ کہ خبردار میں اپنے بیت شرف خانہ اطہر میں تیرا داخلہ حرام کرتی ہوں۔ عمر نے کہا داخل ہو جا تجھے میں جو حکم دیتا ہوں۔ پس ہشام داخل ہو گیا۔ ام فروہ کو کھینچ کر باہر لایا۔ پس حضرت عمر نے درہ سے اس کو خوب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مارا اور بار بار مارا۔ پس یہ حالت دیکھ کر وہ نوحہ خواں عورتیں رفو چکر ہوگئیں۔

کیا یہاں بھی حضرت عائشہ سے بھول ہو گئی۔ کیا ان سے ہر روز بھول ہوتی رہے۔ اگر معمولی بات تھی۔ تو حضرت عمر نے روکنا کیوں چاہا۔ اور حضرت عائشہ نے اس پر اصرار کیوں کیا۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ حضرت عائشہ کا علم حضرت عمر سے زیادہ ہے۔ اس سے قبل بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا "بکاء علی المیت" کے متعلق حضرت عمر کی غلطی نکال چکی ہیں۔ (براہین ماتم ص ۶۱)

جواب:

کسی حدیث یا روایت سے استدلال و حجت پکڑنا اس وقت تک قابلِ قبول نہیں ہوتا۔ جب تک اس کی سند متصل، مرفوع اور ... ہو۔ مولوی گوجروی نے جو یہ حدیث لکھ کر "کامل ابن اثیر" کا حوالہ دیا ہے۔ اس کتاب میں یہ حدیث بلا سند مذکور ہے۔ ہاں اسی حدیث کو علامہ طبری نے اپنی تصنیف "تاریخ طبری" جلد دوم جزء چہارم ص ۴۹ پر دو سندوں سے ذکر کیا ہے۔ علامہ طبری کی ذکر کردہ اس حدیث کی پہلی سند یہ ہے۔

تاریخ طبری:

حَدَّثَنِیْ یُوْنُسَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسَ ابْنُ یَزِیْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ مُسَیَّبٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ اَبُوْبَکْرٍ اَقَامَتْ عَائِشَةُ عَلَیْهِ النَّوْحَ الخ۔

اس حدیث پاک میں ابتدائے روایت حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اب مقام غور یہ ہے۔ کہ کیا حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت موجود تھے۔ اور انہوں نے بعد از وفات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جزع فزع والی کیفیت کو دیکھ کر پھر اس کو روایت کیا۔ یا ان کی موجودگی ثابت نہیں ہے؟

ابن حجر عسقلانی نے "اسماء الرجال" کی مشہور کتاب "تہذیب التہذیب" میں خود حضرت ابن مسیب کا قول نقل کیا ہے۔

تہذیب التہذیب:

اِبْنُ مُسَیِّبٍ یَقُوْلُ وُلِدْتُ لِسَنَتَیْنِ مَضَتَامِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ۔

(تہذیب التہذیب جلد چہارم ص ۸۵
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

سعید بن مسیب فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال گزرنے پر پیدا ہوا۔

جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو وفات پائے دو سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔ تو حضرت ابن مسیب کا تولد ہوتا ہے۔ تو جو بچہ کسی کی وفات کے دو سال بعد پیدا ہو۔ اس کا اس فوت ہونے والے کے پاس بوقت وصال موجود ہونا ناممکن ہے۔

اس لیے حضرت ابن مسیب نے خود تو یہ واقعہ نہ دیکھا۔ البتہ کسی دیکھنے والے سے سنا ہوگا۔ لیکن اس کا نام ذکر نہیں فرمایا۔ لہذا سند میں اتصال نہ رہا۔ جب متصل نہ ثابت ہو سکی۔ تو اس سے استدلال یا ہمارے خلاف اسے بطور حجت پیش کرنا کب وزن رکھتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس انقطاع کے علاوہ اس حدیث کے دوسرے راوی "یونس بن یزید" ہیں۔ ان کا حال بھی سن لیجئے۔

تہذیب التہذیب:

قَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ الدِمَشْقِيُّ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللهِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ فِيْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ مُنْكَرَاتٌ ...... وَ قَالَ الْمَيْمُوْنِيُّ سُئِلَ اَحْمَدُ مَنْ اَثْبَتَ فِي الزُّهْرِيِّ قَالَ مَعْمَرٌ قِيْلَ فَيُوْنُسَ قَالَ رَوٰى اَحَادِيْثَ مُنْكَرَةً ـ

(تہذیب التہذیب جلد نمبر ۱۱ ص ۴۵۱ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

ابو زرعہ دمشقی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ امام احمد بن حنبل سے سنا وہ کہتے تھے زہری سے یونس نے احادیث منکرات روایت کی ہیں۔ میمونی کہتے ہیں۔ کہ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا۔ زہری کے شاگردوں میں سے مضبوط شاگرد کون سا ہے؟ فرمایا معمر۔ کہا گیا۔ یونس۔ فرمایا وہ منکرات کی روایت کرتا ہے۔

اس سے قبل آپ نے اس حدیث کے بارے میں سند کے اعتبار سے تحقیق پڑھی۔ جس سے معلوم ہوا تھا۔ کہ یہ متصل نہیں۔

اب اس کے راویوں میں سے ایک "یونس ابن یزید" پر جرح ملاحظہ فرمائی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق یہ راوی اگرچہ امام زہری کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اور ان سے روایت بھی کرتے ہیں لیکن ان کی اکثر احادیث

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منکرات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور غیر صحیحہ ہوتی ہیں۔ جب یہ حدیث بھی اسی راوی یعنی "یونس بن یزید" نے امام زہری سے روایت کی۔ تو اس کا درجہ بھی منکرات کا ہی ہوا۔ لہٰذا اسے صحیح کون کہے گا۔ اور ہم پر حجت کیسے ہو گی؟ لیکن مولوی گوجروی کو اس سے کیا غرض کہ حدیث سند کے اعتبار سے کیسی ہے۔ اور اس کے راوی کس درجے کے ہیں۔؟ اسے تو بھولے بھالے لوگوں کو دھوکہ دے کر یہ باور کرانا ہے کہ سنیوں کی کتابوں میں مروجہ ماتم کا ثبوت ملتا ہے۔ اس لیے جب ان کی کتب میں ماتم کا ثبوت ہے۔ تو پھر ہم شیعوں پر ماتم کرنے میں کیوں اعتراض کیا جاتا ہے۔؟

دوسری سند:

اسی حدیث کی دوسری سند علامہ طبری نے "تاریخ طبری" میں جلد دوم جزء چہارم کے ص ۴۹ پر یوں مذکور فرمائی ہے۔

تاریخ طبری:

حدثنی الحارث عن ابن سعد قال اخبرنا محمد بن عمر قال حدثنا ابو بکر بن عبد اللہ ابن ابی سبرۃ عن عمر و ابن ابی عمر و الخ۔

ترجمہ:

میرے سامنے حدیث بیان کی حارث نے ابن سعید سے اس نے کہا خبر دی ہمیں محمد بن عمر نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہمارے سامنے ابو بکر بن عبد اللہ بن سبرہ نے عمرو بن ابی عمرو سے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سند مذکور میں تین راویوں (محمد بن عمر، ابوبکر ابن عبداللہ، عمرو ابن ابی عمرو) کا حال ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بن عمر بن واقد الواقدی:

قَالَ الْبُخَارِیُّ اَلْوَاقِدِیُّ مَدَنِیٌّ سَکَنَ بَغْدَادَ مَتْرُوْكُ الْحَدِیْثِ تَرَكَهٗ اَحْمَدُ وَابْنُ الْمُبَارِكِ وَابْنُ نُمَیْرٍ وَاِسْمَاعِیْلُ بْنُ زَكَرِیَّا وَقَالَ فِیْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ كَذَّبَهٗ اَحْمَدُ وَقَالَ مُعَاوِیَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ لِیْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اَلْوَاقِدِیُّ كَذَّابٌ وَقَالَ لِیْ یَحْیٰی بْنُ مُعِیْنٍ ضَعِیْفٌ وَقَالَ مَرَّةً لَیْسَ بِشَیْءٍ وَقَالَ مَرَّةً كَانَ یُقَلِّبُ حَدِیْثَ یُوْنُسَ یُغَیِّرُهٗ عَنْ مَعْمَرٍ لَیْسَ بِثِقَةٍ وَقَالَ مَرَّةً لَیْسَ بِشَیْءٍ۔

(۱- تہذیب التہذیب جلد نہم ص ۳۶۴ مطبوعہ بیروت

(۲- میزان الاعتدال جلد سوم ص ۱۱۰ طبع قدیم مصر

ترجمہ:

امام بخاری کہتے ہیں۔ کہ (محمد بن عمر) واقدی مدنی تھا۔ اس نے بعد میں بغداد میں سکونت کر لی۔ متروک الحدیث ہے۔ امام احمد ابن المبارک ابن نمیر اور اسماعیل بن زکریا نے اسے ترک کیا ہے۔ امام بخاری نے ایک اور مقام پر فرمایا۔ واقدی کو امام احمد نے کذاب کہا۔ معاویہ بن صالح کہتے ہیں۔ مجھے احمد بن حنبل نے کہا۔ واقدی کذاب ہے۔ اور یحییٰ بن معین نے مجھے کہا۔ واقدی ضعیف ہے۔ ایک مرتبہ اسے لیس بشئی اور دوسری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرتبہ کہا۔ کہ دراندی۔ یونس کی احادیث میں ردو بدل کرتا ہے۔ اور یونس کی جگہ معمر کو رکھتا ہے۔ وہ ثقہ نہیں۔ اور لیس بشیٔ ہے۔

ابوبکر بن عبداللہ

تہذیب التہذیب:

قَالَ صَالِحُ بْنُ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْهِ اَبُوْ بَكْرِ بْنِ سَبْرَةَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ ....

وَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْهِ لَيْسَ بِشَيْئٍ كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ وَ يَكْذِبُ ....

وَقَالَ الْبُخَارِيُّ ضَعِيْفٌ وَقَالَ مَرَّةً مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَقَالَ النَّسَائِيُّ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۱۲ ص ۲۷-۲۸
مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

صالح بن احمد اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ کہ "ابوبکر بن ابی سبرہ" حدیثیں گھڑا کرتا تھا......... عبداللہ بن احمد اپنے والد سے روایت کرتا ہے۔ کہ "ابوبکر بن عبداللہ، لیس بشیٔ ہے۔ اور من گھڑت حدیثیں بیان کرتا تھا۔ اور جھوٹا تھا۔ امام بخاری نے اسے ضعیف کہا۔ اور کبھی اسے "منکر الحدیث" کہا۔ اور امام نسائی نے اسے متروک الحدیث کہا ہے۔

البسا اوقات جو متروک الحدیث، منکر الحدیث ہو۔ اور اس سے بڑھ کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کذاب و من گھڑت حدیثیں بیان کرنے والا ہو۔ ایسے راوی کی روایت کیسے ہو مقبول ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد اسی راوی کے استاد عمرو ابن ابی بحر کی حالت بھی سن لیجئے۔

عمرو بن ابی عمرو

تہذیب التہذیب

قَالَ الدَّوْرِیُّ عَنْ اِبْنِ مُعِیْنٍ فِیْ حَدِیْثِہٖ ضُعْفٌ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ خَیْثَمَہ عَنْ اِبْنِ مُعِیْنٍ ضَعِیْفٌ .... وَقَالَ النِّسَائِیُّ لَیْسَ بِالْقَوِیِّ ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۸ ص ۸۳)

ترجمہ :

دوری نے ابن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ کہ (عمرو ابن ابی عمرو) اس کی حدیث میں ضعف ہے۔ یہ مضبوط آدمی نہیں ابن ابی خیثمہ نے ابن معین سے بیان کیا۔ کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ اور امام نسائی نے اسے "لیس بشئی" کہا۔ (یعنی غیر معتبر ہے۔

حاصل کلام :

مولوی اسماعیل گوجروی نے جس حدیث پاک سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اپنے والد کی وفات پر ماتم ثابت کرنے کے بعد اسے جواز ماتم پر بطور حجت پیش کیا۔ آپ نے اس حدیث کی سند میں مذکور راویوں میں سے تین راویوں کی حالت ملاحظہ فرمائی۔ ان میں سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی کذاب، واضع الحدیث ہے۔ اور کوئی منکر الحدیث اور متروک الحدیث ہے۔ ایسے راویوں کی روایت محدثین کے ہاں کب مقبول ہو سکتی ہے۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ اس قسم کے راویوں کا سہارا لے کر شیعہ ملاں نے حضرت ام المومنین پر ماتم کا غلط الزام لگایا ہے۔ اور انہیں اس طرح بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔

پھر یہ بات بھی بالکل واضح ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شیعہ جب مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ تو پھر ان کی ایک بات سے یہ لوگ اپنے مسلک پر استدلال کیسے کر ہیں؟ ہاں بات وہی ہے۔ کہ بطور دشمنی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی ذات پر انہوں نے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرنا چاہا۔ اور اہل سنت پر حجت بھی قائم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس حدیث کی سند سے معلوم ہوا۔ کہ اس سے استدلال کرنا، لاعلمی پر دال ہے۔ اور اس کا قابلِ حجت ہونا ہرگز مسلم نہیں ہے۔ بس اندھے کی طرح مولوی اسماعیل گوجروی نے اِدھر اُدھر بہت پاؤں مارے۔ لیکن اندھا تھا۔ کیچڑ میں گر گیا۔ اور اپنے کپڑوں اور جسم کو گندہ کر گیا۔

دلیل ششم

براہین ماتم:

یہ تمام راوی ایک طرف، مگر جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کا ماتم بنفس حسین مظلوم مع ہاشمیات عزاداری میں ایک اصل الاصول ہے دیکھو اہل سنت کی کتاب البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۱۹۳ مطبوعہ بیروت۔

البدایہ والنہایہ:

قَالَ قَرَّةُ بْنُ قَيْسٍ لَمَّا مَرَّتِ النِّسْوَةُ بِالْقَتْلٰى صِحْنَ وَ لَطَمْنَ خُدُوْدَهُنَّ قَالَ فَمَا رَاَيْتُ مِنْ مَنْظَرٍ مِنْ نِسْوَةٍ قَطُّ اَحْسَنَ مَنْظَرٍ رَاَيْتُهُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنْهُنَّ ذَالِكَ الْيَوْم۔

کہ راوی لکھتا ہے۔ کہ جب آل محمد کا قافلہ مقتولان و دشت کربلا کی لاشوں پر پہنچا۔ تو مخدرات عصمت و طہارت بے محابا گر پڑیں۔ اور انھوں نے آہ و بکا اور نوحہ کیا۔ رخسار پیٹے۔ ماتم کیا۔ راوی کہتا ہے۔ اتنا بہترین منظر حلقہ ماتم کا کبھی نظر نہ آیا۔ جیسا کہ اس دن دیکھا۔ اور جناب سیدہ ثانیہ زینب کبریٰ نے جو اس حلقہ میں نوحہ و ندبہ پڑھا۔ اس کی تصویر کشی مورخ ابن کثیر نے یوں کی ہے۔

البدایہ والنہایہ:

فَلَمَّا مَرُّوْا بِمَكَانِ الْمَعْرِكَةِ وَرَاوُا الْحُسَيْنَ وَاَصْحَابَهٗ مُطَرَّحِيْنَ هُنَالِكَ بَكَتْهُ النِّسَآءُ وَصَرَخْنَ وَنَدَبَتْ زَيْنَبُ اَخَاهَا الْحُسَيْنَ وَاَهْلَهَا وَقَالَتْ وَهِيَ تَبْكِيْ يَامُحَمَّدَاهُ يَامُحَمَّدَاهُ صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ وَمَلَكُ السَّمَآءِ هٰذَا حُسَيْنٌ بِالْعَرَاىٰ مُزَمَّلٌ بِالدِّمَآءِ مُقَطَّعُ الْاَعْضَاءِ يَامُحَمَّدَاهُ وَبَنَاتُكَ سَبَايَا وَذُرِّيَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ تَسْفِيْ عَلَيْهَا الصَّبَاءُ قَالَ فَاَبْكَتْ وَاللّٰهِ كُلَّ عَدُوٍّ وَصَدِيْقٍ۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۹۳ جلد ۸ مطبوعہ بیروت۔)

ترجمہ:

کہ جب یہ قافلہ قتل گاہ حسین سے گزرا۔ اور حسین مظلوم اور آپ کے اصحابوں کی لاشوں پر نظر پڑی۔ کہ پارہ پارہ ہو کر خاک پر پڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت بے بیاں روئیں۔ اور پیٹیں۔ جناب زینب ہمشیرہ امام مظلوم غریب الدیار نے یہ نوحہ پڑھا۔ رو رو کے کہتی ہائے میرے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نانا محمدؐ ہائے تجھ پر خدا نے درود بھیجا۔ ملائکہ نے سلام پڑھا۔ مگر یہ تیرا حسین آج دشت کربلا میں خاک آلود پڑا ہے۔ اس کے تمام اعضاء پارہ پارہ کر دیئے گئے ہیں۔ ہائے میرے نانا جان محمدؐ تیری بیٹیاں آج قیدی ہو کر جا رہی ہیں۔ اور تیری اولاد قتل کر دی گئی ہے۔ جن کی لاشوں پر خاک دھول پڑ رہی ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ جناب زینب نے حلقہ ماتم میں کچھ ایسا دردناک نوحہ پڑھا۔ کہ دوست اور دشمن کو رلا یا۔

یہ ہے حضور اختصاراً سینہ کوبی کا ثبوت اور عزاداری کی اصل کہ جناب زینب امام زین العابدین رسن بستہ قیدی کی موجودگی میں حلقہ باندھ کر پیٹ رہی تھیں۔ اور نوحہ خوانی بھی کر رہی تھیں۔ (براہین ماتم ص ۶۹)

جواب :

مولوی محمد اسماعیل شیعی گوجروی نے اس دلیل کو مروجہ ماتم کی سب سے بڑی دلیل قرار دیا۔ اور اس کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ یہ اصل الاصول دلائل ہے۔ اور اس کو نقل بھی اہل سنت کی کتابوں سے کیا گیا ہے۔ جس کا تاثر یہ دینا چاہا۔ کہ اہل سنت کے نزدیک بھی یہ روایت معتبر ہے۔ لہذا سنیوں کی کتابوں سے ثابت ہوا۔ کہ مروجہ ماتم کی بنیاد اہل بیت کی دختران نیک اختر ان نے رکھی۔ امام زین العابدین نے یہ ماتم دیکھا۔ اور منع نہ فرمایا۔

ہم اس سے قبل احادیث کی تحقیق و تدقیق کے وقت یہ کہہ چکے ہیں۔ کہ کسی روایت کا معتبر ہونا کچھ شرائط پر منحصر ہے۔ جب تک شرائط پوری نہ ہوں۔ ایسی روایت سے استدلال درست نہیں ہوتا۔ ان شرائط میں سے چند ایک یہ بھی ہیں۔ کہ راوی صحیح العقیدہ ہو۔ متقی و پرہیزگار ہو۔ لہذا سند روایت میں اگر کوئی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

راوی بدمذہب، کذاب اور ضعیف آجائے۔ تو وہ روایت مقبول نہیں ہوتی۔ مذکورہ روایت کی سند البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۱۹۲ مطبوعہ بیروت وریاض پر یہ ہے

البدایہ والنہایہ:

قال ابن ابی الدنیا حدثنی سلمۃ بن شبیب عن الحمیدی عن سفیان سمعت سالم بن ابی حفصہ قال قال الحسن الخ۔

(البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۱۹۲ مطبوعہ بیروت وریاض)

سالم بن ابی حفصہ:

مذکورہ روایت میں ایک راوی "سالم بن ابی حفصہ" بھی ہیں۔ اس راوی کے متعلق "اسماء الرجال" کی سب سے بڑی کتاب "تہذیب التہذیب" سے اس کی حالت بیان کی جاتی ہے۔

تہذیب التہذیب:

قَالَ عَمَرُو بْنُ عَلِيِّ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ يَفْرُطُ فِي التَّشَيُّعِ........ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْهِ كَانَ شِيْعِيًّا........ وَقَالَ حَجَاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنُ مَصْرَفَ عَنْ خَلَفِ ابْنِ حَوْشَبَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي حَفْصَةَ وَكَانَ مِنْ رُؤُسِ مَنْ يَنْتَقِصُ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ۔ وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ لَهٗ اَحَادِيْثُ وَعَامَّةُ مَا يَرْوِيْهِ فِيْ فَضَائِلِ اَهْلِ الْبَيْتِ وَهُوَ مِنَ الْغَالِيْنَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فِيْ مُتَشَيِّعِيْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ۔

(تہذیب التہذیب جلد سوم ص ۴۳۳-۴۳۴ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

عمرو بن علی نے کہا۔کہ (سالم بن ابی حفصہ) ضعیف الحدیث ہے۔اور مذہب شیعہ میں کٹر تھا۔اور عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ سے اس کے بارے میں روایت کی۔کہ شیعہ تھا۔حجاج بن منہال کہتے ہیں۔کہ سالم بن ابی حفصہ ان لوگوں کا سردار تھا۔جو سیدنا صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تنقیص شان کرتے ہیں۔(یعنی ان دونوں کی شان میں کمی کرنے والوں کا سرغنہ تھا) اور ابن عدی کہتے ہیں۔اس راوی کی عام روایات وہ ہیں۔جو فضائل اہل بیت سے متعلق ہیں۔اور خود یہ کوفی شیعوں میں سے کٹر شیعہ تھا۔

""اسماء الرجال"" کی اس تحقیق سے آپ نے جان لیا ہے۔کہ ""سالم بن ابی حفصہ"" کٹر شیعہ، ضعیف الحدیث اور شیخین کا بدخواہ تھا۔تو اب دیکھئے۔اس راوی کی روایت اہل سنت پر کیسے حجت ہو سکتی ہے۔نہ ہی سنی صحیح العقیدہ اور نہ ہی ثقہ و عادل یہ تو اس راوی کے حالات تھے۔لیکن مولوی گوجروی نے جس باب سے یہ روایت ذکر کی۔اس کے آخر میں اس باب کی روایات کے متعلق جو ""البدایہ والنہایہ"" کے مصنف نے خود لکھا۔اس کو نہ پڑھا۔اس باب کی روایات کا اصل یوں بیان کیا۔

البدایہ والنہایہ:

وَ لِلشِّيْعَةِ وَالرَّافِضَةِ فِيْ صِفَةِ مَصْرَعِ الْحُسَيْنِ كَذِبٌ كَثِيْرٌ وَ اَخْبَارٌ بَاطِلَةٌ وَ فِيْمَا ذَكَرْنَا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كِفَايَةٌ وَ فِيْ بَعْضِ مَا اَوْرَدْنَاهُ نَظْرٌ، وَلَوْلَا اَنَّ
ابْنَ جَرِيْرٍ وَ غَيْرَهُ مِنَ الْحُفَّاظِ وَالْاَئِمَّةِ ذَكَرُوْهُ
مَا سُقْتُهُ وَ اَكْثَرُهُ مِنْ رِوَايَةِ اَبِيْ مَخْنَفٍ لُوْطِ
بْنِ يَحْيٰى وَ قَدْ كَانَ شِيْعِيًّا وَ هُوَ ضَعِيْفُ
الْحَدِيْثِ عِنْدَ الْاَئِمَّةِ وَلٰكِنَّهُ اَخْبَارِيٌّ حَافِظٌ
عِنْدَهُ مِنْ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ مَا لَيْسَ عِنْدَ غَيْرِهِ ۔

(البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۲۰۲ مطبوعہ ریاض و
بیروت)

ترجمہ:

امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت کے بارے میں رافضیوں اور شیعوں کے پاس بکثرت جھوٹی اور باطل روایات ہیں۔ اور جو ہم نے ان کی روایات ذکر کیں۔ یہ بطور نمونہ کافی ہیں۔ اور بعض میں نظر بھی ہے اگر ابن جریر وغیرہ حفاظ و ائمہ اہل حدیث ان کی ایسی خبروں کو ذکر نہ کرتے تو میں کبھی ان کے پیچھے نہ پڑتا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں اکثر روایات "ابومخنف لوط بن یحیٰی" سے مروی ہیں۔ جو پکا شیعہ تھا۔ لیکن اہل حدیث میں ضعیف تھا۔ لیکن واقعات اور شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی خبریں اس کے پاس ایسی تھیں۔ جو دوسروں کے پاس بمشکل ملتی تھیں۔

ایک وہم اور اس کا ازالہ:

"البدایہ والنہایہ" کے مصنف نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی شہادت کے متعلق اکثر روایات "ابو مخنف لوط بن یحییٰ" سے کی گئی ہیں۔ اس سے یہ بھی وہم ہو سکتا ہے۔

کہ اہل بیت کے ماتم کرنے کی مذکورہ روایت شاید اُن قلیل روایات میں سے ہے۔ جو ابو مخنف سے مروی نہ ہو۔ تو اس وہم کو دور کرنے کے لیے ہم "تاریخ طبری" کی اصل روایت پیش کرتے ہیں۔ جس سے "البدایہ والنہایہ" کے مصنف نے اسے روایت کیا ہے۔

تاریخ طبری:

قَالَ اَبُوْ مُخْنَفَ فَحَدَّثَنِیْ اَبُوْ زُهَیْرِ الْعَبَسِیُّ عَنْ قُرَّةَ بْنِ قَیْسِ التَّمِیْمِیِّ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰی تِلْكَ النِّسْوَةِ لَمَّا مَرَرْنَ بِحُسَیْنٍ وَ اَهْلِهٖ وَ وَلَدِهٖ صَحِنَ وَ لَطَمْنَ وُجُوْهَهُنَّ قَالَ فَاعْتَرَضْتُهُنَّ عَلٰی فَرَسٍ فَمَا رَاَیْتُ مَنْظَرًا مِنْ نِسْوَةٍ قَطُّ كَانَ اَحْسَنَ مَنْظَرٍ رَاَیْتُهٗ مِنْهُنَّ۔

(تاریخ الطبری لابی جعفر محمد بن جریر الطبری جلد سوم جزو ششم ص ۲۶۲ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

ابو مخنف نے کہا۔ مجھ سے ابو زہیر العبسی نے قرہ بن قیس التمیمی سے روایت کی۔ کہ میں نے ان عورتوں کو دیکھا۔ جب وہ امام حسین، ان کے اہل اور ان کی اولاد کے پاس سے گزریں۔ تو وہ چلائیں۔ اور اپنے چہروں کو پیٹا۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس سے گزر گیا۔ اور میں نے اس سے قبل عورتوں کی بے بسی کا ایسا منظر کبھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ دیکھا۔ جو ان سے مجھے دیکھنے میں آیا۔

ابو مخنف لوط بن یحییٰ کیسا راوی ہے؟

لسان المیزان:

لُوْطُ بْنُ یَحْیٰی اَبُوْ مِخْنَفٍ اِخْبَارِیٌّ تَالِفٌ لَا یُوْثَقُ بِهٖ تَرَکَهٗ اَبُوْ حَاتِمٍ وَغَیْرُهٗ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِیْ ضَعِیْفٌ وَقَالَ یَحْیٰی بْنُ مُعِیْنٍ لَیْسَ بِثِقَةٍ وَقَالَ مَرَّةً لَیْسَ بِشَیْءٍ وَقَالَ ابْنُ عَدِیٍّ شِیْعِیٌّ مُحْتَرَقٌ صَاحِبُ اَخْبَارِهِمْ۔

(لسان المیزان جلد چہارم ص ۴۹۲ مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ:

ابو مخنف لوط بن یحییٰ اِدھر اُدھر کی خبریں پہنچانے والا اور قصہ کہانیاں جمع کرنے والا ہے۔ اس پر وثوق نہیں کیا جا سکتا۔ ابو حاتم وغیرہ نے اسے متروک سمجھا۔ دارقطنی نے اسے ضعیف کہا یحییٰ بن معین اسے غیر ثقہ اور کبھی "لیس بشئی" کہتے ہیں۔ ابن عدی نے اسے جلا ہوا شیعی کہا۔ شیعوں کی خبریں اسی سے ملتی ہیں۔

مقامِ غور:

یہ تھا حال اس روایت کا کہ جسے مولوی اسماعیل گوجروی نے اتم کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موضوع پر اصل الاصول کہا۔ اور تمام بقیہ روایات کے مقابلہ میں اتنی وزنی کہا۔ کہ اس کی ہم پلہ کوئی بھی روایت نہیں ہو سکتی۔

اس اصل الاصول روایت کے راوی "ابو مخنف لوط بن یحییٰ"، کے بارے میں آپ نے پڑھا۔ کہ یہ شخص غالی شیعہ تھا۔ اور اپنے غلو کی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تنقیص شان بھی کرتا تھا۔ تو ایسا شخص جو پہلے درجے کا حاسد اور شیعوں کا صرف اخباری نمائندہ ہو۔ تو ایسے راوی کی حدیث اہل سنت کے لیے کس طرح حجت بن سکتی ہے۔ اس پر طرفہ تماشا یہ کہ جس روایت کو شیعہ اصل الاصول قرار دے رہے ہیں۔ اس کا راوی ایک اخباری شیعہ اور قصہ کہانیاں کہنے والا ہے۔ جس کی باتوں کو کوئی بھی ذی عقل تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ لیکن مروجہ ماتم پر جب شیعوں کے پاس قرآن پاک یا کسی حدیث صحیح یا کسی امام کا معتبر اور مستند قول نہ تھا۔ اور نہ مل سکتا ہے۔ تو ایسے میں انہوں نے اس بات کو غنیمت سمجھا۔ کہ کسی قصہ گو اور ادھر ادھر کی خبریں اڑانے والے کی کسی بات کو مروجہ ماتم کا اصل الاصول قرار دیں۔ لہٰذا آپ نے یہ نتیجہ ضرور نکال لیا ہوگا۔ کہ مروجہ ماتم کے جواز پر اس روایت کو پیش کرنا یا تو انتہائی جہالت و حماقت ہے۔ یا پھر بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ دینا مقصود ہے۔

دلیل ہفتم

براہین ماتم:

ماتم فاطمۃ الزہرا از خبر مرگ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مدارج النبوۃ ص ۶۴۳ جلد دوم میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رقم طراز ہیں۔ کہ
فاطمۃ الزہرا چوں ایں آواز شنید دست بر سر زنان از خانہ بیروں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوید ومی گریست و ہم زنان ہاشمیہ مے نالیدند۔

ترجمہ:

کہ جب رسالت مآب کی خبر مرگ میدان احد سے مدینہ پہنچی اور جناب سیدہ نے سُنی۔ سر پیٹتی ہوئی باہر آئی۔ اور زار و زار رو رہی تھی۔ اور دیگر ہاشمی عورتیں بھی روتی تھیں۔

سبحان اللہ! جناب سیدہ کا غم رسالت مآب میں پیٹنا بھی کتب اہل سنت سے ثابت ہو گیا۔ (براہین ماتم ص ۶۳ تا ۶۴)

جواب:

اس سے پہلے روایات کے سلسلہ میں ہم نے عرض کیا تھا۔ کہ کسی روایت یا حدیث کا نقل کر دینا کسی حکم کے ثابت کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی سند اور راویان کی جانچ پڑتال کے بعد یہ فیصلہ ہو سکتا ہے۔ کہ مذکورہ حدیث مقبول ہے۔ یا مردود۔ اس لیے پہلی بات اس روایت کے معاملہ میں یہ ہے۔ کہ مولوی اسماعیل گوجروی کی روایت کردہ یہ حدیث (جو "مدارج النبوۃ" سے منقول ہوئی) ہم پر حجت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کا سر اور پاؤں نہیں۔ دوسری بات یہ کہ مولوی گوجروی نے شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے اپنے مطلب کی عبارت لے لی۔ اور پوری عبارت کو ذکر نہ کیا۔ اس طرح اس ناقل نے دھوکہ اور فریب دے کر اپنا مطلب ثابت کرنے کی کوشش کی۔ "مدارج النبوۃ" کی پوری عبارت درج ذیل ہے۔

مدارج النبوۃ:

از غرائب روایات است۔ کہ در معارج النبوۃ آوردہ کہ آواز شیطان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ بقتل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ندا میکرد مدینہ رسید۔ تا در خانہ ئے مدینہ نیز شنیدند۔ و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا چوں ایں آواز شنید دست بر سر زناں از خانہ بیروں دوید۔ و میگریست و ہم زنان ہاشمیہ می نالیدند۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۸۸ فصل قتل حمزہ سے ایک صفحہ پہلے۔ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔)

ترجمہ:

معارج النبوۃ کی غریب روایات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میدانِ اُحد میں وفات پا جانے کی شیطانی خبر جب مدینہ پہنچی۔ جس کو مدینہ کے رہنے والوں نے سُنا۔ جب یہ آواز سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سُنی۔ تو سر پر ہاتھ مارتے ہوئے آپ گھر سے باہر نکلیں۔ اور رو رہی تھیں۔ اور خاندان ہاشم کی عورتیں بھی گریہ وزاری کر رہی تھیں۔

معارج النبوۃ کیسی کتاب ہے

شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مدارج النبوۃ" میں اس روایت کو درج فرمانے سے قبل یہ صاف صاف کہہ دیا۔ کہ یہ روایت "معارج النبوۃ" کی غریب روایات میں سے ایک غریب روایت ہے۔ حضرت شیخ محقق کی اس طرح نشاندہی کرنے کے بعد اسے تحریر کرنا اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شیخ موصوف کے نزدیک یہ روایت معتبر اور مقبول نہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ "معارج النبوۃ"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے مصنف "ملا معین کاشفی" ایک واعظ تھے۔ ان کا شمار مستند علماء میں نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب اعلیٰحضرت اہل سنت مجدد مائۃ مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ سے اس کتاب اور اس کے مصنف کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ ایک سنی واعظ تھے۔ ان کی کتاب میں رطب ویابس سب کچھ ہے۔

(احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۴۴ مطبوعہ کراچی)

یہ تھی اسس کتاب کی حقیقت اور اس روایت کی تحقیق جسے مولوی اسماعیل گوجروی نے نقل کرکے بڑے بلند بانگ دعویٰ سے کہا۔ "جناب سیدہ کا غم رسالت میں پیٹنا بھی کتب اہل سنت سے ثابت ہوگیا"۔ جس مصنف کو صرف سنیوں کا واعظ کہا گیا ہو اور جس کی کتب میں رطب ویابس سب کچھ موجود ہو۔ تو پھر ایسے غیر ثقہ آدمی کی کتاب سے ایک غریب روایت کرنا اور پھر اسس پر اتنا اترانا کس وجہ سے معقول ہے؟ لہٰذا اہل سنت پر ایسی روایت حجت نہیں بن سکتی۔ ہاں پچھلی روایات کی طرح اس روایت کی تحقیق سے بھی یہی معلوم ہوا۔ کہ شیعوں کے مروجہ ماتم پر ان کے پاس اپنی کوئی روایت ہے۔ جو متصل الاسناد و صحیح اور ثقہ عادل سے روایت ہو۔ نہ ہی انہیں کہیں اور جگہ سے کوئی قابلِ وثوق عبارت مل سکی۔ اسس لیے مروّجہ ماتم کی بنیاد ہی بے اصل اور بے سند ہے۔ اور ایک سراب ہے جس سے نہ کسی کی تشنگی بجھے۔ اور نہ کوئی یقینی بات بنے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

سُنی لائبریری ڈاٹ کام
www.sunnilibrary.com

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari